ارمغانِ نعت

گلدستہ

اردو سبھا کے زیرِ اہتمام منعقدہ نعتیہ مشاعرہ

۲۹؍ربیع الاول سنہ ۱۴۰۲ھ

پیش کش

راجہ لال راجہ ہردیسی

اردو سبھا آندھرا پردیش

"سرور منزل" کوچہ گلاب سنگھ، حیدر آباد اے پی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

انتساب

گلدستہ ھذا :-

اپنے والد حاجی محمد سرور صاحب شرقی مرحوم عرف سرور لعل سرور نبیرۂ راجہ گلاب سنگھ صاحب گلاب آنجہانی کے نام نامی معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

دعا کرتا ہوں کہ خالقِ دو جہاں انہیں اپنے کرم سے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

عبدالغنی عرف راجہ لعل راجہ ہردیسی

بشیر وارثی

حمد

توحید کے حامل ہیں عرفان کے جلوے ہیں
انسان کی صورت میں سُبحان کے جلوے ہیں

اِک رنگِ حقیقی سے ہر رنگ نکھرتا ہے
رنگت میں گلستاں کی رحمٰن کے جلوے ہیں

ہے حکمِ ازل اس کا قدرت ہے ابد اس کی
آنکھیں ہوں اگر روشن ایقان کے جلوے ہیں

قرآن کی تجلّی سے ہر علم اُجاگر ہے
ہر علم میں پوشیدہ قرآن کے جلوے ہیں

قرآن خزانہ ہے اسرارِ الٰہی کا
اسرار میں پوشیدہ سبحان کے جلوے ہیں

سلطانِ دو عالم تو وہ ربِّ حقیقی ہے
ہر ذرہ میں پوشیدہ رحمٰن کے جلوے ہیں

دنیا میں بشیر افضل بس ذکرِ الٰہی ہے
فرمانِ الٰہی میں ایمان کے جلوے ہیں

ڈاکٹر اسد انصاری

بے بدل۔ بے بہا دفینہ ہے
خاتم دل کا یہ نگینہ ہے

دونوں آنکھوں میں ہے جمالِ رسولؐ
ایک مکہ ہے، اک مدینہ ہے

آیا ہے آج رنگ پہ میخانۂ حضور
مدت کے بعد چھلکا ہے پیمانۂ حضور

خود بڑھ کے شعلے شمع کے پیتے ہیں ہاتھوں ہاتھ
خود کو بنا کے دیکھئے پروانۂ حضور

پہونچا بھٹک کے راہ سے منزل کی راہرو
فرزانگی کی حد یہ ہے دیوانۂ حضور

اجمال بھی نہیں ہے وہ تفصیل تو کجا
کہتے ہیں کہنے والے جو افسانۂ حضور

جانِ حقیر کے سوا میں اور دوں تو کیا
ہے میرے پاس بس یہی نذرانۂ حضور

رہتے ہیں مستِ کیفِ ولا نعت گو تمام
ہر بزمِ نعت ہوتی ہے میخانۂ حضور

لینا ہے اس سے درس ہر اہلِ خرد اسدؔ
جس کو بھی ہم سمجھتے ہیں دیوانۂ حضور

الطاف صمدانی

محمدؐ مصطفےٰ صلِ علیٰ سرکارِ دو عالم
حبیبِ کبریا کہفِ الوریٰ انوارِ دو عالم

محمدؐ نام تو آقا توئی حامد توئی محمود
عرفتی ذاتِ تو والا توئی اسرارِ دو عالم

زِ رحمت کن نگاہ بر حالِ زارم فی سبیل اللہ
ندارم جز نگاہ تو توئی مختارِ دو عالم

بصد رنجیدہ دل گویم فراقِ تو گراں تنہا
مدد کن شافع روزِ جزا سردارِ دو عالم

رُخِ زیبائے تو والا چراغِ طورِ من وعن
ظہورِ ذاتِ اقدس بالیقیں اظہارِ دو عالم

قدا برنام تو ایں جانِ عاشق یا رسول اللہ
توئی ماویٰ توئی ملجا توئی غمخوارِ دو عالم

ثناخوانِ شفیع المذنبیں الطاف صمدانی
گنہ گارم ولیکن بندہ سرکارِ دو عالم

امکان قریشی۔

ازل سے ہوں میں آشنائے محمدؐ
مرا دل ہے خلوت سرائے محمدؐ

طلوعِ آفتابِ رسالتؐ ہوا جب
دو عالم میں پھیلی ضیائے محمدؐ

مکمل نہیں ہو سکا دینِ حق کا
زمانے میں جب تک نہ آئے محمدؐ

فرشتوں نے لولاک کا نغمہ گایا
بصد شان تشریف لائے محمدؐ

نہ ہو دل میں جب تک گدازِ بلالیؓ
نہیں کام دیتی صدائے محمدؐ

سرِ حشر دیکھو حمایت کو میری
وہؐ آئے وہؐ آئے وہؐ آئے محمدؐ

مجھے عشق ہے ذاتِ اقدس سے امکاںؔ
مرا مشغلہ ہے ثنائے محمدؐ

باقر محسن رضوی

حُبِّ نبی تو روح کی دل کی حیات ہے
جس کو ملی یہ مقدر کی بات ہے

خاکِ درِ حبیبؐ مری کائنات ہے
اس در پہ موت آئے تو عینِ حیات ہے

جو واقفِ فضیلتِ خیر الوریٰ نہیں
معراج اُن کے واسطے حیرت کی بات ہے

دل میں نبیؐ کی بات ہو لب پہ خدا کا نام
یہ بندگی حضور سلیقے کی بات ہے

تُوؐ نے مٹا کے رکھ دیا باطل کو اس طرح
حق تیرے ساتھ ہے تو حق کے ساتھ ہے

محسنؔ کا دل بھی قابلِ تعظیم ہو گیا
یہ سب ترا کرم ہے ترا التفات ہے

بشیر وارثی

زبانِ مصطفےٰ حق کی زباں معلوم ہوتی ہے
خدائے لم یزل کی ترجماں معلوم ہوتی ہے

اسی نورِ مجرد سے ہے تابانی دو عالم کی
ہر اک شئی میں تجلی ضوفشاں معلوم ہوتی ہے

محمد مصطفےٰ اصلِ علی تخلیق کا منشا
یہ ہستی صبحِ کُن کی رازداں معلوم ہوتی ہے

گزرتی ہے ثنائے مصطفےٰ میں زندگی اپنی
عبادت اک یہی راحت رساں معلوم ہوتی ہے

نبی کا روضۂ اقدس ہے ہمسر عرشِ اعظم کا
مدینے کی زمیں پہ آسماں معلوم ہوتی ہے

بچا لیتے ہیں از راہِ کرم اپنے غلاموں کو
یہی اک ذات سب کی پاسباں معلوم ہوتی ہے

بشیرؔ! آقا ہمارے سرورِ کونین ٹھہرے ہیں
ہمیں تو ان کے دامن میں اماں معلوم ہوتی ہے

منوہر لعل بہارؔ

قلب و نظر کے منبعٔ دیدار ہیں حضورؐ
روشن ضمیر صاحبِ معیار ہیں حضورؐ

پیغمبروں کے سرور و سردار ہیں حضورؐ
اس کارواں کے قافلہ سالار ہیں حضورؐ

خیر الامم حبیبِ خدا بالیقیں ہیں آپؐ
خادم ہیں ہم غلام ہیں سرکار ہیں حضورؐ

سائے کی کیا مجال زمیں پر جو پڑ سکے
نور الھدیٰ ہیں مرکزِ انوار ہیں حضورؐ

سرتاجِ اولیا ہیں نبیوں کے ہیں امام
تخلیقِ کبریا کے وہ شہکار ہیں حضورؐ

عُقدہ کھلا ہے یہ شبِ معراج آپؐ کا
سرتا پا نور پرتوِ غفار ہیں حضورؐ

تعمیرِ دینِ حق نہ سنور جائے کیوں بہارؔ
بنیادِ لاالٰہ کے معمار ہیں حضورؐ

بے ہوشؔ محبوب نگری

دن رات ہے رحمت کی برسات مدینے میں
اک عمر سے بہتر ہے اک رات مدینے میں

کعبہ بھی مقدّس ہے اقصیٰ بھی مقدس ہے
پر سب سے نرالی ہے اک بات مدینے میں

خوش بخت ہے وہ جس کو دیدارِ محمدؐ ہو
کھل جاتی ہے آنکھوں کی اوقات مدینے میں

جس نور سے روشن ہیں یہ شمس و قمر دونوں
اس نور کے دیکھے ہیں ذرّات مدینے میں

جنّت کا تصور تھا دیکھا جو وہاں جاکر
جنّت سے بھی بہتر ہیں حالات، مدینے میں

موت آئے تو طیبہ کی گلیوں ہی میں دم نکلے
پھر خیر سے گزریں گے دن رات مدینے میں

بے ہوشؔ کے دامن میں کچھ اشک کے موتی ہیں
پہونچا دے خدارا یہ سوغات مدینے میں

محمد عبدالرحمٰن جبری

جن کے دل میں ہو محبت احمدِ مختارؐ کی　　بحرِ عصیاں سے اسی نے اپنی کشتی پار کی

لو خبر شاہِ اُممؐ مجھ عاجز و ناچار کی　　ہجر کی تکلیف سے جینا مرا دشوار ہے

یار نے اُلفت کی خاطر لاج رکھی یار کی　　وہ شبِ معراج اور وہ بخششِ اُمت کی دھن

ان وسیلوں پر جلائے کیسے دوزخ نار کی　　ایک ربُّ العالمین اک رحمۃٌ للعالمین

لیکے جاؤں ایک چادر آنسوؤں کے تار کی　　روضۂ اقدس کے قابل کوئی گل ملتا نہیں

دم مرا نکلے تو سر چوکھٹ پہ ہو سرکارؐ کی　　یا الٰہی گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

کیا جبری کی خستہ حالی آپ پر روشن نہیں

تا بکے ترسیں گی آنکھیں طالبِ دیدار کی

جوہر ہاشمی

کر کے اس بات کا اعلان مدینے چلئے
اب رہے یا نہ رہے جان مدینے چلئے

جس نے کی میری زیارت ہے شفاعت اسکی
ہے یہ سرکار کا اعلان مدینے چلئے

لاکھ حالات مخالف ہو کہ دشمن ہو ہزار
خود ہی تھم جائے گا طوفان مدینے چلئے

خلد کا کرنا ہو نظّارہ اگر دنیا میں
یہ ہے مشکل بہت آسان مدینے چلئے

اپنے آقا کے تصوّر میں ہے جنّت کی بہار
بے خزاں ہے وہ گلستان مدینے چلئے

آپ کے حال پہ خود رحم انہیں آجائے
ہو کے یوں چاک گریبان مدینے چلئے

حُبِ سرکار میں کہتا ہے میرا دل جوہر
جان و دل کیجئے قربان مدینے چلئے

نعت شریف

فرشتے رحمت کے آرہے ہیں پیام خالق کا لا رہے ہیں
خدا کا محبوب آرہا ہے خوشی کا مژدہ سنا رہے ہیں
بنی ہے گلشن زمین مکّہ ہے شورِ صلِّ علیٰ کا ہر جا
بہار جنّت کی آرہی ہے حضور تشریف لا رہے ہیں
ہے آج ہر جا نزول رحمت بنا ہے گھر آمنہ کا جنت
خدا کے توحید کی امانت خدا کے محبوب لا رہے ہیں
نہ ہوگا تبدیل دین فطرت نہ آئیگی اب کوئی شریعت
رہینگے باقی جو تا قیامت نبی وہ احکام لا رہے ہیں
ہوا ہے فرش زمردیں پر نبی کی آمد کا خیر مقدم
خوشی سے شمس و قمر ہیں تاباں ستارے بھی جگمگا رہے ہیں
بشان رحمت بحکم داور بروز محشر شفیعؐ محشر
گناہ امت کے بخشوانے ہمارے سرکار آرہے ہیں
نہیں غرض ہمکو مال و زر سے نہیں ہے سیر چمن سے مطلب
حبیبؔ نعتِ شہ امم سے ہم اپنی دنیا سجا رہے ہیں

از مرزا حبیب علی حبیبؔ

سید دلاور علی حزیںؔ

لاؤں کہاں سے لفظ میں اظہار کے لئے
شایانِ شان مدحتِ سرکارؐ کے لئے

سرکارؐ کی ثنا کے لئے لب عطا ہوئے
آنکھیں ملیں حضورؐ کے دیدار کے لئے

بے اختیار ارضِ مقدّس کو دیکھ کر
بوسے خوشی سے ہر در و دیوار کے لئے

ہے آپ ہی کی ذات وسیلہ نجات کا
ہے آپ ہی کی ذات گنہ گار کے لئے

ہے شرط بس یہی کہ سلیقہ طلب کا ہو
رحمت کا در کھلا ہے طلبگار کے لئے

چاہیں تو رخ وہ گردشِ دوراں کا موڑ دیں
مشکل نہیں یہ احمدِ مختارؐ کے لئے

آقاؐ حزیںؔ کی حالتِ خستہ پہ ہو کرم
کافی ہے اک نگاہ بھی بیمار کے لئے

خورشیدؔ جنیدی

گنجِ خفی کے جذبۂ اظہار کا مزاج
خود بن گیا حضورؐ کے انوار کا مزاج

سمجھا نہیں کسی نے بجز حضرتِ عمرؓ
ختمِ رُسل کی نرمئ گفتار کا مزاج

کیا ذکر ہے بشر کا کہ سدرہ سے آگے بعد
جبریلؑ کچھ سمجھ سکے سرکارؐ کا مزاج

طیبہ کے ذرّہ ذرّہ میں ہر حسن آگیا
اب منتشر ہے مصر کے بازار کا مزاج

سلماںؓ کا دل اویسؓ کی نظریں اگر نہیں
بنتا نہیں جسارتِ دیدار کا مزاج

بے مایگانِ کفر کو تلوار چاہیئے
مومن کی ہر نظر میں ہے تلوار کا مزاج

خورشیدؔ فکرِ نعت میں پایا کہیں کہیں
اخلاص نے جنیدؒ کے افکار کا مزاج

راجہ لعل راجہ ہردیسی

کب منور ہوتے ہیں مہبطِ دل وجاں دیکھئے
کب دکھاتے ہیں محمد روئے تاباں دیکھئے

عِلّتِ کون ومکاں ہے محسنِ انسانیت
اوج پر ہے کس قدر تقدیرِ انساں دیکھئے

سب کے ایماں کی کسوٹی عشق ہے سرکار کا
اس کسوٹی پر ہر اک مومن کا ایماں دیکھئے

کھل ہی جائیگا نظر پر بابِ دیدِ مصطفےٰ
آرزوئے دید لے کر سوئے قرآں دیکھئے

ہے یہ ارماں دیکھ لوں صورت کبھی سرکار کی
میری صورت دیکھئے اور میرا ارماں دیکھئے

کچھ نہیں اقطاعِ عالم میں کہیں بھی کچھ نہیں
سب سے نظریں پھیر لیجئے سوئے فاراں دیکھئے

ہے جبیں راجہ کی اور نقشِ قدم سرکار کے
کس قدر نزدیک ہے واجب سے امکاں دیکھئے

راز عابدی

پائے نبیؐ کو چھوڑ کے جھکتے ہیں ہم کہاں
دیوانگی کی راہ میں دیر و حرم کہاں

ہر وقت زیرِ دامنِ شاہِ اُمم ہوں میں
مجھکو تلاشِ دامنِ شاہِ اُمم کہاں

جبریل پر نہ مار سکے جس مقام پر
دیکھو حبیبِ حق کے ہیں نقشِ قدم کہاں

یادِ نبیؐ کا اتنا تصرف تھا لازمی
لے وجہ ورنہ آنکھ یہ ہوتی ہے نم کہاں

منظور ہے فقط انہیں اپنے کرم کی لاج
دامن کہاں گدا کا نہ دستِ کرم کہاں

یادِ علیؑ ہے قلب میں۔ نادِ علیؑ بہ لب
مشکل کہاں۔ بلائیں کہاں مجھ کو غم کہاں

اپنے شعور کا ہے قصور اس میں ورنہ رازؔ
ان کا کرم زیادہ کہاں اور کم کہاں

رحمتؔ سکندر آبادی

چاک کیوں ہر کلی کا سینہ ہے
کیا اُسے بھی غمِ مدینہ ہے

اس کا جینا ہے اصل میں جینا
جس کو حُبِّ شہِ مدینہ ہے

کعبہ والا ہے کعبۂ دل میں
اور پیشِ نظر مدینہ ہے

جس سفینہ کے ناخدا ہیں نبیؐ
نازِ ساحل وہی سفینہ ہے

نور سے نور مل گیا باہم!
اور معراج ایک زینہ ہے

ذکرِ سلطانِ دیں میں ہوں رحمتؔ
زندگی کا یہی قرینہ ہے

ارمغاں رسالت کیلئے

روحی قادری

کون سمجھے گا تیری شان مدینے والے!
عرش پر کس کے ہیں احسان مدینے والے!
جی میں جب آتا ہے نزدیک سے دیکھوں تجھکو
پڑھ لیا کرتا ہوں قرآن مدینے والے!

اونچا ہے معیار تو کہہ سکتا ہوں
سامع ہو سمجھدار تو کہہ سکتا ہوں
سرکار کو اللہ نہیں کہہ سکتا
اللہ کو سرکار تو کہہ سکتا ہوں

ہر منزل مشکل سے ہٹا لیتے ہیں
اور دامنِ رحمت میں چھپا لیتے ہیں
سرکار سے ہر حال میں نسبت رکھو
سرکار بہر حال۔ بچا لیتے ہیں

منزلِ رازِ شبِ اسریٰ ہے کون
اس نرالی شان کا بندہ ہے کون
اے تنِ بے سایہ تیرے ماسوا
عرش پر خالق کا ہمسایہ ہے کون

غلام حسین ساحرؔ

کسی کی بات نہیں مصطفیٰ کی بات کرو
خدا کے ساتھ حبیبِ خدا کی بات کرو

کھلے جو زلف تو ولیل کی کرو تفسیر
نبیؐ کو دیکھ کے شمس الضحیٰ کی بات کرو

ازل سے تا بہ ابد ہے حیات آقا کی
فروغِ نور کی نورالہدیٰ کی بات کرو

جس احتیاط سے پڑھتے ہو مصحفِ حق کو
اسی ادب سے رُخِ مصطفیٰ کی بات کرو

یہ بزمِ نعت ہے اس میں حضورؐ آتے ہیں
یہی تو وقت ہے صلِّ علیٰ کی بات کرو

سہانی رات ہے ساحرؔ ولادتِ شہ کی
مچل کے جھوم کے بدرالدجیٰ کی بات کرو

سرور ہاشمی

وابستہ ہو کے دامنِ شاہِ اُمم سے ہم
گھبرائیں اور گردشِ رنج و الم سے ہم ؟

آزاد ہیں زمانے کے ہر ایک غم سے ہم
امت میں ہیں نبیؐ کی بڑے ہی بھرم سے ہم

ٹھوکر میں کل بھی قیصر و کسریٰ کے تاج تھے
اور آج بھی ہیں سرخرو ان کے کرم سے ہم

سرکار ازل سے دل کی ہیں دھڑکن بنے ہوئے
کتنے قریب ہیں نبیٔ محترم سے ہم

منزل میں آئے جب سے فنا فی الرسول کی
آگے نکل گئے ہیں وجود و عدم سے ہم

تشریحِ نورِ حق کی ہوئی کس اہتمام سے
نورِ اتم نبیؐ ہیں تو نورِ اتم سے ہم

سرور کرم حضور کا ہے شاملِ حیات
واقف ہیں زندگی کے ہر اک پیچ و خم سے ہم

دونوں عالم میں رہ جائے میرا بھرم یا شفیع الامم یا شفیع الامم
یا محمدؐ ہو لب پر نکل جائے دم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

جوانانِ جنت کے سردار ہیں مرحبا دوشِ سرورؐ کے اسوار ہیں
عرشِ پاکِ معلیٰ ہے زیرِ قدم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

تاجِ سر بن گئی آیہ ھل اتیٰ بر میں زریں قبا آیۂ انّما
سارے نبیوں میں وہ تیرا جاہ و حشم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

شبِ اسریٰ کا باندھوں میں کیسے سماں مجھ سے تفسیرِ والّیل کیا ہو بیاں
تیری زلفِ معنبر کے ہیں پیچ و خم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

ہو فرشتوں کے لب پر فسانہ میرا شاخِ طوبیٰ پہ ہو آشیانہ میرا
مجھ کو مل جائیں گر تیرے نقشِ قدم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

جب سے شہرت ہوئی حسن سرکار کی بڑھ گئی شان دنیا کے بازار کی
دام یوسفؑ کے گرنے لگے دم بدم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

اے سروش اپنے سرکار سے عرض کر قوم کے حال کی کیا نہیں کچھ خبر
تمکو دن رات رہتا تھا امت کا غم یا شفیع الامم یا شفیع الامم

سعیدؔ شہیدی

بارگاہِ خسروِ کون و مکاں تک آئے ہیں
ہم زمیں کے رہنے والے آسماں تک آئے ہیں

یہ مدینہ ہے یہاں آنکھیں بچھانا چاہیئے
کچھ خبر بھی ہے کہ کس کے آستاں تک آئے ہیں

کر کے ہم آغاز نعتِ رحمتہ اللعالمین
خوبیٔ تقدیر سے حُسنِ بیاں تک آئے ہیں

اپنی قسمت کی بلندی پر نہ کیوں نازاں ہوں ہم
لامکاں تک جو گیا اس کے مکاں تک آئے ہیں

ہم تو بس معراج اسکو ہی سمجھتے ہیں سعیدؔ
جس کے آگے بڑھ نہیں سکتے جہاں تک آئے ہیں

مرزا جیلانی بیگ صادق

عشقِ رسولؐ میں ہے میرا دل غنی ابھی
کیا ختم ہو گی دولتِ عشقِ نبی ابھی
لبیک کہہ کے حاضرِ دربار ہو گئے
جیسے کہ آپ نے ہمیں آواز دی ابھی
مشکل میں دیکھ کر میری مشکل کو ٹالنے
تشریف لائے تھے میرے آقا ابھی ابھی
واللہ آفتابِ رسالت کے سامنے
مدھم ہے مہر و ماہ کی یہ روشنی ابھی
اذنِ کرم سے آپکے دل کا سکوں گیا
شائد بڑھے گی اور مری بے کلی ابھی
ہوشِ نظر تے دیکھا ہے معیار ہوش کا
سمجھا نہ کوئی کیا ہے مقامِ نبی ابھی
ہر سانس میری ذکرِ شہ دیں میں وقف ہے
صادقؔ وفا کرے گی میری زندگی ابھی

سیّد صادق علیخاں عابدؔ قادری

طُور جلتے ہوں ہزاروں یوں نظر کے سامنے
ان کا جلوہ ہو نگاہِ معتبر کے سامنے

یاالٰہی! دیدۂ پرشوق کی ہے آرزو
بس یہی جلوہ رہے ہر دم نظر کے سامنے

نورِ حق، نورِ محمدؐ کی تجلّی کے سوا
اور کیا ہے دوستو! شمس و قمر کے سامنے

آپ کہتے ہیں بشر تو ٹھیک ہے کہہ لیجیے
اک بشر تو لائیے، مثلِ بشر کے سامنے

اب مدینہ ہے نظر میں رشکِ فردوسِ بریں
پھر بھلا جنّت ہی کیا خلدِ نظر کے سامنے

خیر نے دی سیرتِ خیر البشرؐ کی ہے سپہر
کیا چلے تلوار شر کی اس سپہر کے سامنے

دیکھنا ہی ہے اگر عابدؔ! دعاؤں کا اثر
آئیے کرلیں دعا بابِ اثر کے سامنے

صاحبزادہ کلیم صدیقی

کسی کو ہو سکیگا کیسے اندازہ محمدؐ کا
خدا کے بعد ہے مخلوق میں رتبہ محمدؐ کا

اسی سے جان لیجئے آپ کچھ رتبہ محمدؐ کا
خدا کو دیکھتا ہے دیکھنے والا محمدؐ کا

کثافت چھو نہ سکتی تھی کبھی اس جسمِ اطہر کو
نظر کس طرح آتا پھر کہیں سایہ محمدؐ کا

طلب کی راہ میں اس کے قدم بڑھتے ہی جاتے ہیں
نہیں رکتا کسی منزل پہ دیوانہ محمدؐ کا

خدائی اس کے تابع ہو کے خود پہ ناز کرتی ہے
رہِ الفت میں بن جاتا ہے جو بندہ محمدؐ کا

بلائیں ہٹ گئیں سرکار کو جب بھی صدا دی ہے
مصیبت ٹل گئی جب بھی خیال آیا محمدؐ کا

کلیم اللہ کا احسان مجھ پہ ایسا ہو جائے
جدھر دیکھوں نظر آئے مجھے جلوہ محمدؐ کا

کرم بر فریدِ متیںؔ یا محمدؐ
توئی رحمتِ عالمیں یا محمدؐ

یہہ مانا تھے یوسف حسیں یا محمدؐ
مگر تم سے بڑھکر نہیں یا محمدؐ

وہ نورِ خدا ہو جسے دیکھنے سے
خدا کا ہوا ہے یقیں یا محمدؐ

فقط کار فرما ہے نازِ غلامی
وگرنہ میں قابل نہیں یا محمدؐ

جسے آپکے قرب کی ہو تمنّا
اُسے کیا ہے خلد بریں یا محمدؐ

نظر میں ہماری ہے، روئے منوّر
نظر کیا جمے گی کہیں یا محمدؐ

تصور ہے حیراں تخیل ہے گم سم
جہاں ہے فریدِ متیںؔ یا محمدؐ

فرید متیںؔ

محوی سروشی

ہے اگر تابِ نظر تا حدِّ امکاں دیکھئے
کون ظاہر کون جلووں میں ہے پنہاں دیکھئے

نور کو شکلِ بشر دی کارِ یزداں دیکھئے
دیکھکر جسکو بشر اب تک ہے حیراں دیکھئے

سیرتِ خیر البشر یا اسوۂ حسنِ اتم
پوچھئے جبریلؑ سے یا نصِ قرآں دیکھئے

بھیج کر سرکار پر وجدان میں بسے درود
کون ہے موجود نزدیکِ رگِ جاں دیکھئے

حق نے کنتم خیر امت سے نوازا ہے ہمیں
دیکھئے سرکار کا امت پہ احساں دیکھئے

ہے مدینہ کے سفر کے ساتھ حسرت دید کی
کب دکھاتے ہیں جمالِ روئے تاباں دیکھئے

دوڑ کر رحمت نے فوراً لے لیا آغوش میں
خوش بیاں محوی کے جذباتِ فراواں دیکھئے

محمود شرفی

بس گئی ہے دل میں آقا کی محبّت دیکھئے
روشنی پھیلی ہے ہر سو حُسنِ نسبت دیکھئے

کیسی عظمت ہے یہ کیسی شان رفعت دیکھئے
عرش پر تحریر ہے نامِ رسالت دیکھئے

یا غیاثِ دردمنداں کیا ہماری ہے بساط
انبیاء کو بھی شفاعت کی ہے حاجت دیکھئے

ہر دُعا ان کے وسیلے سے ہی ہوتی ہے قبول
کیجئے اندازہ ہے کیسی شان عظمت دیکھئے

آستاں بوسی کی مدت سے تمنا ہے مگر
کب نکلتی ہے نہ جانے دل کی حسرت دیکھئے

اب یہ عالم ہے تصور کا تصور کی قسم
ہٹ نہیں سکتی نظر سے ان کی صورت دیکھئے

آپ سے قربت ہوئی جس کو ملا اس کو خدا
باشرف ہے کس قدر محمود نسبت دیکھئے

۷۸۶
۷۹۲

الحاج مرزا شکور بیگ مرزاؔ

مجبور بھی پاتے ہیں اعزاز مدینے میں
بے پر کو بھی ملتی ہے پرواز مدینے میں

رحمت کی گھٹائیں ہیں جنت کی ہوائیں ہیں
ہر سمت نظر آئے اعجاز مدینے میں

ہوتی ہے توجہ جب سرکار دو عالم کی
پھر قلب پہ کھلتے ہیں کچھ راز مدینے میں

ہر وقت تسلی ہے۔ ہر آن دلاسا ہے
رحمت کے نرالے ہیں انداز مدینے میں

اس وقت مزے ملتے ہیں خاص عنایت کے
ہوتی ہے طبیعت جب ناساز مدینے میں

اس روح کی مستی کو اس وقت کوئی دیکھے
بجتا ہے مرے دل کا جب ساز مدینے میں

ہے ان کا کرم مرزاؔ آجاتی ہے کانوں میں
اعلانِ شفاعت کی آواز مدینے میں

قطعہ

بظاہر بشر ہو حبیب خدا ہو
خدا جانتا ہے حقیقت میں کیا ہو

یہ ایمان ہے تم خدا تو نہیں ہو
یہ بہتان ہے تم خدا سے جدا ہو

داؤد نصیب

تصور کی حدوں میں سبز گنبد دیکھ لیتا ہوں
زمین و آسماں کی آخری حد دیکھ لیتا ہوں

مرے احساس نے جب بھی خدا کو دیکھنا چاہا
نگاہِ غور سے نامِ محمدؐ دیکھ لیتا ہوں

سنا دیتا ہوں پڑھ کر سورۂ تبت یدا اس کو
محمدؐ سے کسی کے دل میں جب کد دیکھ لیتا ہوں

میں کس کو دیکھ لیتا ہوں یہ دنیا تصفیہ کر لے
خدا کی ذات جس میں ضم ہے وہ قد دیکھ لیتا ہوں

ستاتا ہے خیالِ باریابی جس گھڑی مجھ کو
تو میں تصویرِ دربارِ محمدؐ دیکھ لیتا ہوں

نورِ جبینِ کائنات

جس پہ نازاں ہے خدا کے ناز ایسا شاہکار
ریگزارِ زندگی میں جلوۂ صبحِ بہار

جس نے روشن کر دیئے آیاتِ قرآں کے چراغ
روح جاگی، قلب مہکے، جگمگا اُٹھے دماغ

ماہ و انجم کا صحیفہ لالہ و گل کی کتاب
جس کے اک اک حرف میں غلطاں ہزاروں آفتاب

معدلت کی اولیں تحریر، تنویرِ حیات
جس کو دنیا نے کہا نورِ جبینِ کائنات

وقت کی، تاریخ کی راہوں میں جس کے نقشِ پا
تا ابد دیتے رہیں گے حق پرستی کو صدا

ابرِ رحمت بن کے آیا تو بجھی صدیوں کی پیاس
جس نے پہنایا ہر اک تہذیبِ عریاں کو لباس

صبح بن کر چھا گیا، راتوں پہ جس کا ہر پیام
ہر اذاں کے ساتھ اب بھی گونجتا ہے جس کا نام

احمدِ مرسل، محمد مصطفیٰؐ، حق کا رسول
تا اَبد جس کی مہک باقی رہے وہ ایک پھول

وقار خلیل

ایوانِ اردو۔ پنجہ گٹہ روڈ۔

محمد یٰسین خاں یٰسین قادری الملتانی

یوں خوش تھا ذوالجلال تمہیں دیکھنے کے بعد
ہنس کر کہا تعال تمہیں دیکھنے کے بعد

سمجھا تھا لَن ترانی کی ضد مَن رآنی کو
حل ہو گیا سوال تمہیں دیکھنے کے بعد

یوں عرش پر قریب ہوئے حادث و قدیم
ہر فرق تھا محال تمہیں دیکھنے کے بعد

لَیسَ کَمِثلِہٖ کی صدا آئی کان میں
دشوار تھی مثال تمہیں دیکھنے کے بعد

طاری ہے ایک حیرتِ محمود رات دن
اب قال ہے نہ حال تمہیں دیکھنے کے بعد

بندہ بھی ہوں مقیّدِ ذات و صفات بھی
لیکن ہوں لازوال تمہیں دیکھنے کے بعد

یٰسؔ کو تم نے جلوؤں میں اپنے چھپا لیا
رہتا؟ میری مجال تمہیں دیکھنے کے بعد

زیر اہتمام:۔
میسرس بشیر وارثی پبلیکشن
۱۳-۲-۸-۲۲ چھتہ بازار۔ حیدرآباد ۲
ہدیہ:۔ ایک روپیہ